اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

اُنچاسواں اجلاس (دوسری نشست)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 21/جنوری 2022ء بروز جمعۃ المبارک بمطابق 17 جمادی الثانی 1443 ہجری

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	رخصت کی درخواستیں۔	18
3	مجالس قائمہ کی اتفاقیہ خالی اسامیوں کو پُر کیا جانا۔	19
4	قرارداد نمبر 131 منجانب: میر زابد علی ریکی، رکن اسمبلی۔	22
5	قرارداد نمبر 132 منجانب: جناب نصراللہ خان زیرے، رکن اسمبلی۔	28

جلد 49 ☆☆☆ شمارہ 2

ایوان کے عہدیدار

اسپیکر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میر جان محمد خان جمالی

ڈپٹی اسپیکر۔۔۔۔۔۔۔۔ سردار بابر خان موسیٰ خیل

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب طاہر شاہ کاکڑ

اسپیشل سیکرٹری (قانون سازی)۔۔جناب عبدالرحمٰن

چیف رپورٹر۔۔۔۔۔۔۔۔جناب مقبول احمد شاہوانی

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ **21**/جنوری 2022ء بروز جمعتہ المبارک مطابق **17** جمادی الثانی 1443 ہجری، بوقت شام 04 بجکر 40 منٹ پر زیرِصدارت سردار بابر خان موسیٰ خیل، ڈپٹی اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَلۡتَنۡظُرۡ نَفۡسٌ مَّا قَدَّمَتۡ لِغَدٍ ج وَاتَّقُوا اللّٰہَ ط اِنَّ اللّٰہَ خَبِیۡرٌۢ بِمَا

تَعۡمَلُوۡنَ ۝۱۸ وَلَا تَکُوۡنُوۡا کَالَّذِیۡنَ نَسُوا اللّٰہَ فَاَنۡسٰہُمۡ اَنۡفُسَہُمۡ ط اُولٰٓئِکَ ہُمُ

الۡفٰسِقُوۡنَ ۝۱۹ لَا یَسۡتَوِیۡۤ اَصۡحٰبُ النَّارِ وَاَصۡحٰبُ الۡجَنَّۃِ ط

اَصۡحٰبُ الۡجَنَّۃِ ہُمُ الۡفَآئِزُوۡنَ ۝۲۰

﴿ پارہ نمبر ۲۸ سورۃ الحشر ایات نمبر ۱۸ تا ۲۰ ﴾

ترجمہ: اے ایمان والو! ڈرتے رہو اللہ سے اور چاہیئے کہ دیکھ لے ہر ایک جی کہ کیا بھیجتا ہے کل کے واسطے، اور ڈرتے رہو اللہ سے بیشک اللہ کو خبر ہے جو تُم کرتے ہو۔ اور مت ہو اُن جیسے جنہوں نے بُھلا دیا اللہ کو پھر اللہ نے بُھلا دیئے اُنکو اُنکے جی، وہ لوگ وہی ہیں نافرمان۔ برابر نہیں دوزخ والے اور بہشت والے، بہشت والے جو ہیں وہی ہیں مُراد پانے والے۔ وَمَا عَلَیۡنَا اِلَّا الۡبَلَاغ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جزاک اللہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ملک سکندر صاحب کی طرف سے بات کرنے کے لئے ایک پیپر آیا اس کے بعد پھر زیرے صاحب آپ بات کریں۔

جناب ملک سکندر خان ایڈووکیٹ (قائد حزب اختلاف): بہت شکریہ جناب اسپیکر صاحب، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ جناب اسپیکر صاحب! حکومت کا تمام دارومدار اچھائیوں اور برائیوں کا گورننس پر موقوف ہے جب اس اسمبلی کا جلاس ہوتا ہے جناب اسپیکر صاحب! تو پورے بلوچستان کے تمام مسائل سے متعلق، اُن کے معاملات سے متعلق، ہر سطح کے ذمہ داران بالواسطہ یا بلا واسطہ اس انتہائی عظیم اجلاس میں شریک ہوتے ہیں۔ اور ہر ایک کی ذمہ داری چاہے وہ ہاؤس کے اندر ہیں یا ہاؤس کے ساتھ بیٹھے ہیں اُن کی ذمہ داریوں کا احساس ہوتا ہے۔ مقننہ، گورنمنٹ سائیڈ، اپوزیشن سائیڈ، مختلف محکموں کے سیکرٹری صاحبان، لاء اینڈ انفورسمنٹ ایجنسیز کے ذمہ داران اور اس کے ساتھ ساتھ میڈیا کے ذمہ داران اِس اجلاس میں ایک نہج تک شریک ہوتے ہیں، اپنی ذمہ داریوں کا، ظاہر ہے کہ احساس بھی ہوتا ہوگا اور اِن ذمہ داریوں پرفارمینس بھی ضروری ہوتا ہے تمام اُن لوگوں کا جو کسی نہ کسی سطح میں اس اجلاس سے متعلق ہے۔ لیکن unfortunately یہاں دیکھا یہ جارہا ہے کہ گورننس میں بہت بڑی flaws ہیں جس کے ذمہ دار ہم سب ہیں، چاہے وہ الیکٹیڈ ممبرز ہیں یا پھر حکومت بلوچستان کی کسی بھی سطح کے ذمہ دار ہیں۔ ابھی ایک چھوٹی سی بات جناب اسپیکر صاحب! بولان میڈیکل کالج کا ایک اور میڈیکل کالج جھالاوان میڈیکل کالج کے نام سے اور لورالائی میڈیکل کالج کے نام سے، یہ حکومت یہاں بیٹھے ہوئے لوگ یہ منظوری دیتے ہیں، کالج کھلتا ہے، طلباء داخلہ لیتے ہیں، جس طرح میرٹ تعین ہوتا ہے، سلیبس کے مطابق مختلف علاقوں سے بچے آکر داخلہ لیتے ہیں داخلہ لینے کے بعد وہ پڑھتے ہیں، تین سال تھرڈ پروفیشنل کا انہوں نے امتحان دیا ہے۔ اس وقت چوتھے پروفیشنل میں ہیں۔ اور چوتھے پروفیشنل کا امتحان دینے کے بعد اگلے سال وہ آخری سال اُن کا ہوگا اور ایم بی بی ایس کی ڈگری لیکر چلے جائیں گے۔ لیکن unfortuanetly آج تک یہ بچے رجسٹرڈ نہیں ہوئے ہیں پی ایم سی کے ساتھ۔ گویا ان کی ڈگری کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ یہ ڈگری لیں گے بھی تو اِنہی فٹ پاتوں پر پھریں گے نہ تو وہ بیلدار بھرتی ہوسکیں گے اور نہ ہی نائب قاصد۔ ایم بی بی ایس ڈاکٹر ہونا تو دور کی بات ہے جب تک اس کی رجسٹریشن نہ ہو۔ تو یہ ایک بہت بڑا المیہ ہے بچے اور ان کے والدین اپنی تمام جتن کر کے بچے کو ڈاکٹر بناتے ہیں اور بچے کا end یہ ہے کہ بچہ unregistered ہے۔ اگر وہ ایم بی بی ایس کی ڈگری لیتا ہے تو اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے اسکو جناب اسپیکر صاحب! نوٹ فرمالیجئے اسی طرح گورننس سے متعلق

آپ کے نالج میں لاتا ہوں کہ یہاں کڈنی سینٹر کے نام سے ایک ادارہ ہے یہاں سے پندرہ سولہ سال سے وہاں لگے ہوئے آفیشلز وہاں کام کرتے ہیں اُنہیں برطرف کیا گیا ہے۔ اور اُن کے خلاف تابعدار رہنے کے لئے ان کے خلاف ایف آئی آر درج کئے ہیں اور ان کے مارچ کا کوئی سبیل نہیں ہے۔ اب یہ لوگ پندرہ سال نوکری کے بعد نہ تو کوئی کسی اور جگہ ایڈجسٹ ہوسکتے ہیں اور نہ ہی کوئی ان کو نوکری مل سکتی ہے اور نہ ہی ان کو کوئی، کیونکہ age کا جو limit ہے وہ سب یہ cross کر چکے ہیں اب حال ہی میں ان کا جو ایک لڑکا ہے یہاں نقیب اللہ یہ ٹرانسپورٹ آفیسر تھا ایف آئی آر میں بھی آیا برطرف بھی ہوا ہائی کورٹ میں اس نے کیس کیا اور ہائی کورٹ نے چیف جسٹس صاحب کی عدالت سے اس کو ریلیف مل گیا اس کو بھی reinstate کیا اور قانون یہ بتایا کہ جی یہ سرکاری ملازم ہے ان کا BEEDA ایکٹ کے تحت، ہیلتھ کے حضرات ہونگے تشریف فرما یہ اسکو نوٹ کرلیجئے کیونکہ ہیلتھ منسٹر صاحب نہیں ہیں۔ تو BEEDA ایکٹ کے تحت ان کے خلاف کارروائی ہوتی لیکن ان کو ایسے ایک بیک جنبش قلم برطرف کرنا یہ زیادتی اور ظلم ہے۔ اور اسکو reinstate کیا۔ اِسی طرح تیرہ چودہ اور آفیشلز اور آفیسرز ہیں اسی کڈنی سینٹر کے تو یہ میری گزارش ہے کہ یہ پندرہ سال لوگ کام کرتے ہیں پھر بعد میں ان کو ایک ٹشو پیپر بنا کر پھینک دیا جاتا ہے یہ کیوں ایسا ہوتا ہے؟ اسی طرح جناب اسپیکر صاحب! ایک جناب کی توجہ کے لئے کہ 2012ء میں ووکیشنل ٹریننگ سینٹر میں 195 لوگ appoint ہوئے ہیں بارہ سال انہوں نے سروس کی ہے اور بارہ سال کے بعد اب ان کو دَردَر کے دھکے کھانے پڑ رہے ہیں۔ آخر ایسا ہوتا کیوں ہے؟ کیا یہ جو محکمے ہیں ان کی یہ ذمہ داری نہیں بنتی کہ وہ تعین کرے کہ اس آدمی کو اب لگانا ہے اور اس کی یہ ڈیوٹی ہے اس کی تمام جو appointments کی شرائط ہیں اس کو دیدیتے ہیں دس بارہ سال کے بعد اس نکالنا میں نہیں سمجھتا کہ یہ انصاف ہے یا یہ گورننس کا کوئی طریقہ ہے اِسی طرح C&W کے یہاں 300 کچھ ملازمین ہیں اُنہوں نے 10-12 سال سروس کی۔ اب یہ ہوا کہ جی آپ چونکہ آپ کی illegal appointment تھی اب کس نے illegal appointment کی۔ اِس کا آج تک کوئی ادراک نہیں ہورہا ہے۔ لیکن وہ لوگ جو 350-300 یا 400 لوگ ہیں وہ 12 سال 15 سال سروس کے بعد اب وہ دَردَر کی ٹھوکریں کھارہے ہیں یہ governance کیوں کس طرح ہوتی ہے۔ یہ MPAs آجاتے ہیں کل چلے جاتے ہیں لیکن یہ system تو اپنی جگہ پر رہتا ہے یہ محکمے تو اپنی جگہ پر ہوتے ہیں اِن محکموں کی اپنی کارروائی تو اپنی جگہ پر ہوتی ہیں۔ لیکن ایسی زیادتیاں اور ایسا ظلم کیوں ہوتا ہے۔ اِسی طرح ایک فیصلہ ہوا ہے۔ ایجوکیشن منسٹر صاحب بھی تشریف فرما نہیں ہیں، Education سے related لوگوں کو اچھی طرح پتہ ہوگا کہ 1996ء میں junior

direct 50% english teachers کے بارے میں ایک فیصلہ ہوا۔ فیصلہ یہ ہوا، کہ جی 50% direct recruitment ہوگی اور 50%promotion اِنہی اساتذہ میں سے دیا جائیگا۔ اب 2006ء اور اِس وقت 2021ء ہیں۔ یہی لوگ روڈوں پر ہوتے ہیں۔ یہی لوگ ہڑتال کرتے ہیں یہی لوگ توڑ پھوڑ بھی کرتے ہیں۔ یہی لوگ پھر محکموں میں جب لوگ باہر ہوں گے۔ جب لوگ دل سے کسی جگہ اپنی سروس کو ذہنی طور پر تیار نہیں ہوں گے تو وہ محکمے کیسے آگے جائیں گے وہ کام کیسے آگے ہوگا اور پھر یہ جو اِسطرح کی blackmailing جو جسطرح ہوگی پھر اس طرح officers کیسے اچھا کام کریں گے اور پھر اس کا تعین کیسے ہوگا۔ تو یہ ساری چیزیں آئے دن آپ دیکھ رہے ہیں جناب! young doctors کی جو ہڑتال ہے جناب اسپیکر صاحب! میں 30 سال سے یہ دیکھ رہا ہوں Health بہت بڑا department ہے Education بہت بڑا department ہے اور اِسی طرح civil secretariat اور اس سے related کوئٹہ میں offices ہیں اِس کے لاکھوں ملازمین ہیں بہت بڑے departments ہیں لیکن 30 سال سے میں یہ دیکھ رہا ہوں۔ کہ ہر روز کوئی نہ کوئی بہانہ بنا کر ہڑتال پر آ جاتا ہے اور اُن کے مسائل اور پھر اُن مسائل میں اِن کی گرفتاریاں ہوتی ہیں۔ اب ایک ڈاکٹر کو گرفتار کرنا۔ کیا؟ اُس کی governance کی کیا position ہوگی ایک ڈاکٹر پر لاٹھی چارج کرنا اُس کی کیا صورت حال ہوگی۔ اور پھر یہ جو مسئلہ 30 سال سے چلا آ رہا ہے یہ کیوں آخر ختم نہیں ہوتا اور یہ ظاہر ہے کہ جو young doctors کا جو بھی issue ہے۔ اِس میں تمام ڈاکٹرز کیونکہ ان کو جو فائدہ مل رہا ہے تنخواہوں میں اضافے کا اُس میں تمام جو جتنے بھی بڑے ڈاکٹر ہیں وہ سارے اُس میں ظاہر ہے۔ کہ اُن کی sympathy ساتھ ہیں اِسی طرح secretariat میں آپ دیکھ لیں اس میں بھی issue یہی ہے کہ تنخواہ ہیں اُس کی مراعات ہیں اُس سلسلے میں بھی۔ میں نہیں سمجھتا کہ جتنے بھی secretariat کے جو بھی officers ہیں لامحالہ اُن کے sympathies بھی ساتھ ہیں نتیجہ یہ ہے کہ نہ secretariat میں کام ہوتا ہے نہ ہسپتالوں میں کام ہوتا ہے اور اُس طرح بلوچستان میں نقصان کس کو پہنچتا ہے جناب اسپیکر صاحب! نقصان تمام کا تمام عوام کو پہنچتا ہے۔ آج اگر کسی کے پاس تھوڑے سے پیسے ہوں کراچی جا سکتا ہو تو چھوٹے سے ٹیسٹ کے لیے بھی کراچی جاتا ہے یہ بلوچستان Health department کے لیے کیا کوئی challenge نہیں ہے؟ یہ بلوچستان کے ڈاکٹرز کے لیے کوئی challenge نہیں ہیں یہ بلوچستان کے جتنے بھی بڑے Hospitals جو بنائیں گئے ہیں private hospitals اِن کے لیے کوئی challenge نہیں ہے؟ کیا لوگ سمجھتے ہیں بلوچستان کے بارے میں۔ جس کے پاس تھوڑے سے پیسے

ہوں وہ چھوٹے سے ٹیسٹ کے لیے بھی کراچی جاتا ہے۔اُس کو یہاں، یہاں وہ اپنا علاج نہیں کراتا اسی طرح یہ جوژوب ڈویژن کا سائیڈ ہے جناب اسپیکر صاحب! آپ کو اچھی طرح پتہ ہے کہ ژوب ڈویژن کا جو سائیڈ ہے وہ سارے علاج کے لیے ملتان جاتے ہیں تو یہ بھی ایک alarming صورتحال ہے۔ ہمارے محکموں کے سربراہوں کے لیے ہماری اسمبلی کے اراکین کے لیے۔ ہمارے جو ہیلتھ سے متعلق یا ایجوکیشن سے متعلق stakeholders ہیں اِن سب کے لیے ایک alarming صورتحال ہے کہ کیا ہم اتنی بات کرتے ہیں تو غیر ضروری بات جو بھی ہیں کہہ دیتے ہیں لیکن اصولی طور پر governanceان چیزوں کو کہا جاتا ہے تو اِس لیے اِس کی ضرورت ہے اِسی طرح اب اِس میں جناب PPHI کے ملازمین ہیں۔وہ بھی سارا دن یا تو دفتروں میں بیٹھتے ہیں یا پھر روڈوں پر ہوتے ہیں۔ بی ڈی اے کے ملازمین ہیں۔آپ نہ رکھتے جنہوں نے غلط کارروائی پر لوگوں کو رکھا ہے اُن کیخلاف تو کوئی کارروائی ہوتی۔وہ سارا کچھ کیا جاتا ہے وہ ڈیوٹی دیتے ہیں یا نہیں دیتے ہیں لیکن وہاں اِن کی حاضری لگی ہوئی ہے۔سالوں سے وہ حاضر ہیں اب اُن کی تنخواہیں بھی نہیں ہیں تنخواہیں نہیں دیں گے تو وہاں کہاں جائیں گے وہ کدھر رہیں گے تو یہ سارا governance کا فقدان ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ ملک صاحب۔

قائد حزب اختلاف: تو میری گزارش یہ ہے کہ جناب اِس کے لیے ایک سنجیدہ آپ ایک رولنگ دیں۔ایک سنجیدہ جو دیرپا مسائل ہیں ملازمین سے متعلق ہیں اور بلوچستان کے مسائل سے متعلق ہیں اِس پر سر جوڑ کر اسمبلی کی ایک ایسی کمیٹی بنائی جائے۔جس میں جو سرکاری آفیسرز صاحبان ہیں وہ بھی ساتھ ہوں ایک دفعہ ان سب کا ایک مسئلہ طے کیا جائے۔اور طے ہونے کے بعد پھر یہ جو روز کی ہڑتال ہے روز کی مصیبتیں ہیں روز کے جنجال ہیں ان سے جان چھوٹ جائیں بہت شکریہ جناب اسپیکر صاحب!

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ ملک سکندر ایڈووکیٹ صاحب۔جی نصراللہ خان زیرے صاحب۔

جناب نصراللہ خان زیرے: thank you Mr.Speaker. یقیناً جسطرح اپوزیشن لیڈر صاحب نے کہا کہ بہت سارے ایسے مسائل ہیں کہ وہ حل طلب ہیں جو ابھی burnning-issue جارہا ہے اُس پر میرا توجہ دلاؤ نوٹس بھی آرہا ہے ڈاکٹر سے متعلق۔اُس پر میں اُس وقت بولوں گا بہر حال ابھی جس نقطے کی طرف میں اشارہ کر رہا ہوں جناب اسپیکر! یہ ہے ہمارے medical colleges کے، لورالائی medical college، خضدار medical college اور مکران، تربت میں جو قائم ہیں۔یہ medical college ہیں جس میں اِس وقت 600students یہاں پڑھ رہے ہیں اب third نہیں fourth semester

جارہا ہے جناب اسپیکر! آپ کو یاد ہوگا 2018 میں یہ medical college ہمارے دور حکومت میں ہم نے قائم کیے۔اُس کے بعد جب Next حکومت آئی، 2019ء کی شروعات میں، اُس وقت Pakistan PMDC-Medical and Dental Council کا یہاں ایک visit ہوا اور جناب اسپیکر! اُس کے بعد PMDC کو ختم کرکے موجودہ حکومت نے وفاق نے ایک ایسا اِدارہ بنایا ہے جس میں نہ کوئی ڈاکٹر ہے نہ کوئی ماہرطب ہے PMC کے نام سے ہیں Pakistan Medical Commission کے نام سے۔اور اِس دوران حکومت وقت کا فرض تھا کہ یہاں جو صاحب یہاں جو منصب پر بیٹھے تھے ہم نے کہی بار اس فلور پر کہا کہ خدارا آپ نے medical college تو ہم نے بنایا ابھی آپ کا فرض ہے کہ اس کو PMDC سے آپ اس کی registration کرائیں لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے۔میں نے اُس وقت بھی کہا تھا کہ جو لوگ آپ نے بٹھایا ہے یہاں ریڈزون میں۔آپ نے Bolan Medical University ختم کرائی جب آپ نے Bolan Medical University ختم کرائی جس کی سازش سے یہ ختم ہوئی کیا اُس کو سزا ملی اُس بندے کی سازش کی وجہ سے۔یہ تین Medical Colleges کی registration میں رکاوٹ بنی۔2019ء سے لیکر کے پھر یہ حکومت آج 2021ء تک تین سالوں میں اس حکومت نے جو یہاں بیٹھی ہوئی تھی،اُس حکومت نے ان تین میڈیکل کالجز کی رجسٹریشن کے لئے ایک قدم بھی نہیں اُٹھایا۔اور پھر اس پر یہ ہوا کہ PMC نے کہا ان اسٹوڈنٹس کو ایک امتحان دینا ہوگا۔اور وہ امتحان اگر اُس میں کوئی بچہ فیل ہوتا ہے تو وہ جا کر کے وہ کالج سے آؤٹ ہوجائیگا۔طلباء نے یہاں دھرنا دیا ہڑتال کی اور آج بھی پریس کلب کے سامنے پی ایم سی کے میڈیکل کالج کے طلباء بیٹھے ہوئے ہیں۔اور اس پر طُرّہ یہ 13 جنوری کو جناب اسپیکر! پی ایم سی نے لیٹر جاری کیا ہے اور اُس لیٹر میں واضح طور پر لکھا گیا ہے کہ ان میڈیکل کالجز سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے اور اس میں جو طلباء پڑھ رہے ہیں وہ students نہیں ہیں۔جس طرح ملک صاحب نے کہا وہ فارغ تصور کیئے جائیں گے۔اب آپ خود سوچ لیں کہ یہ میڈیکل کالج کے طلباء یہ process سے آیا ہے۔اُنہوں نے NTS کا ٹیسٹ دیا وہ اپنے اپنے اضلاع سے وہاں گئے آج اُن کی رجسٹریشن منسوخ کردی گئی ہے۔اُنہیں کالج سے نکال دیا گیا ہے۔اور اِن تینوں میڈیکل کالج کی رجسٹریشن خطرے میں ہیں۔جناب اسپیکر! ہوا یہ کہ اُس وقت کے سیکرٹری ہیلتھ نے جس کو کام کرنا تھا اِن میڈیکل کالجز کو رجسٹریشن کرانا اِن میڈیکل کالجز کے چھ سو طلباء کو مستقل طور پر students بنانا تھا،اُنہوں نے سازش کی بولان میڈیکل یونیورسٹی کو چند بندوں کے ایما پر بولان میڈیکل یونیورسٹی ختم کرائی۔اور یہ کیسے ہوسکتا ہے جناب اسپیکر! ہر میڈیکل یونیورسٹی کا ایک آئینی ایک کالج ہوتا

ہے ایک بازو کی طرح ایک کالج ہونا چاہیے تاکہ وہ میڈیکل یونیورسٹی جس کی اپنی فیکلٹی ہونی چاہیے۔ جس کی اپنی بلڈنگ ہونی چاہیے، جس کے اپنے ملازمین ہونے چاہئیں، آپ نے وہ ختم کرایا۔ آج ہم اُس کی سزا بھگت رہے ہیں۔ آج آپ کے تین میڈیکل کالجز کو خطرہ لاحق ہے، آج آپ کے تین میڈیکل کالجز کے، پی ایم سی کے رولز کیمطابق وہ چھ سو طلباء آج میڈیکل کے students نہیں رہے ہیں۔ اتنا بڑا اقدام اُٹھایا گیا ہے۔ لیکن حکومت، محکمہ صحت، اُس کا سیکرٹری صاحب وہ پاؤں پر پاؤں رکھ کر خاموش تماشائی بیٹھے ہوئے ہیں۔ تو مَیں سمجھتا ہوں جو اُس وقت میڈیکل یونیورسٹی کو جس نے ختم کرایا تھا، جس کی سازش سے ختم ہوا۔ اُس سیکرٹری کے خلاف آج کی حکومت اُس کے خلاف کارروائی کرے کہ آپ کی وجہ سے یونیورسٹی ختم ہوئی، آپ کی وجہ سے ہمارے تین میڈیکل کالجز رجسٹرڈ نہیں ہوئے۔ آپ کی وجہ سے ہمارے چھ سو طلباء اُن کی رجسٹریشن اُن کا ایڈمیشن کینسل ہوا۔ تو کم از کم آپ رولنگ دے دیں ابھی جس بندے کی وجہ سے سب کچھ ہوا۔ محکمہ ہیلتھ کے سیکرٹری صاحب اُس کے خلاف آپ رولنگ پاس کریں۔ اور کمیٹی بنائیں کہ آج ہمارے چھ سو طلباء خضدار کے، تربت کے، اور لورالائی میڈیکل کالج کے آج یہ 13 جنوری کا لیٹر اس بات کی وہ نشاندہی کرتا ہے کہ اب یہ طلباء میڈیکل کالج کے student نہیں رہے ہیں۔ تو میری آپ سے request ہوگی جناب اسپیکر! کہ آپ اِس پر رولنگ دے دیں یہ بڑا ایشو ہے۔ آپ کے چھ سو ڈاکٹر نہیں رہے ہیں چار سال اُنہوں نے پڑھا میڈیکل کالج میں آج PMC نے یہ جو ادارہ بنا ہوا ہے، جس میں Actor بیٹھے ہوئے ہیں۔ نہ کوئی ماہر ڈاکٹر ہے پتہ نہیں کہاں سے اُٹھا کر پی ایم سی کے بورڈ میں لایا ہے۔ جس میں ہمارے صوبے کی کوئی نمائندگی نہیں ہے اُن کی وجہ سے ہمارے چھ سو طلباء میڈیکل کالج کے اُنکی زندگیوں کو خطرہ ہے۔ تو مَیں as custodian of the House آپ سے رولنگ چاہوں گا کہ اس حوالے سے آپ انکوائری کریں یہ بہت بڑا issue ہے۔ اس سے زیادہ issue نہیں ہوسکتا ہے کہ آپ کے چھ سو طلباء کا وقت ضائع ہو رہا ہے۔ میری request ہوگی جناب اسپیکر! کہ آپ اس حوالے سے رولنگ دے دیں انکوائری کمیٹی بنائیں اور اس پر فوری طور پر آپ ایکشن لے لیں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ نصراللہ خان زیرے صاحب۔ جی۔

میر اختر حسین لانگو: اس مسئلے کو مَیں تھوڑا سا آگے بڑھا دوں جو نصراللہ زیرے بھائی نے اُٹھایا ہے۔ اجازت ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی جی۔

میر اختر حسین لانگو: جناب اسپیکر! پہلے ہم PMC کی جو اس ناروا فیصلہ ہے اُنہوں نے کیا ہے اُس کی اپنی طرف سے اور پارٹی کی طرف سے ہم مذمت کرتے ہیں اور جناب والا! ایک باقاعدہ اُس وقت constitute body تھی اُس کے حوالے سے طلباء کے باقاعدہ ٹیسٹ ہوئے ہیں۔ میرٹ لسٹ بنائی، اُس کے حوالے سے اُس کے ایڈمیشن ہوئے تھے اب اُس ٹیسٹ کو دوبارہ کینسل کرکے اب دوبارہ امتحان کروانے کی جو PMC بات کررہا ہے وہ مَیں سمجھتا ہوں انتہائی غلط ہے۔ تو اس کی ہم مذمت کرتے ہیں اور ہم سمجھتے ہیں کہ پہلے جو ایک میرٹ لسٹ بن گئی تھی اُس میرٹ لسٹ کیمطابق طلباء کے داخلے کروائے جائیں اور اُسکی رجسٹریشن کروائی جائے۔ اور میری آپ سے درخواست ہے کہ آپ رولنگ بھی دے دیں کہ گورنمنٹ کی سطح پر اس کو PMC کے ساتھ takeup کیا جائے۔ کیونکہ اُسوقت ایک بل کی صورت میں جب میڈیکل کالج کو بولان میڈیکل یونیورسٹی کی constituent-body جو تھی اُس بل کو ہم نے بھی سپورٹ کیا تھا اور ہماری نیت اُسوقت یہ تھی اور اُس وقت کے ذمہ داران تھے اُن کی بھی نیت یہ تھی کہ بولان میڈیکل کالج وہ already ایک develop کالج ہے اُسکے ساتھ ساتھ جو نئے کالجز بنتے ہیں اُن کو ہم نے constituent-body اس لئے بنانے پر حمایت کی تھی یونیورسٹی کی تاکہ یونیورسٹی کے ساتھ ساتھ یہ جو لورالائی کالج ہے یا خضدار میڈیکل کالج۔ یہ بھی اُس یونیورسٹی کی چھتری کے نیچے develop ہوتے رہیں۔ ہم نے اس لئے اُس بل کی حمایت کی تھی اور ہم آج بھی اس پر قائم ہیں کہ بولان میڈیکل کالج کی بجائے لورالائی میڈیکل کالج اور جھالاوان میڈیکل کالج جو تربت میڈیکل کالج ہیں ان کو یونیورسٹی کی constituent-body ہونی چاہیے۔ کیونکہ یونیورسٹی کو یونیورسٹی بنانے کیلئے constituent-body کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ کہیں پر کسی رولز میں نہیں لکھا ہے کہ خواہمخواہ میں جو کالج already develop ہے بولان میڈیکل کالج خواہمخواہ اُس کو بولان میڈیکل کالج کو اس کے under دیا جائے۔ تو ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جب نئے کالجز بنے ہیں اُن کالجوں کو یونیورسٹی کی constituent-body بنائی جائے تاکہ یونیوسٹی کے umbrella کے نیچے یہ کالجز بھی grow کرلیں اور develop ہوجائیں۔ بہرحال پی ایم سی کا جو ایشو ہے اس وقت طلباء کو جو درپیش ہے وہ اُس وجہ سے نہیں ہے کہ بولان میڈیکل کالج کو independent کرکے لورالائی اور جھالاوان میڈیکل کالج کی constituent-body بنائیں، نہ یونیورسٹی اُس میں سے ختم ہوئی ہے۔ بولان میڈیکل یونیورسٹی بھی ابھی تک exist کررہی ہے۔ اور اُس کا وائس چانسلر بھی ابھی تک functional ہے، کام کررہا ہے۔ اور تمام چیزیں ابھی تک اپنی جگہ پر intact ہیں۔ اور جتنی یونیورسٹیز ہیں اور ہمارے کالجز ہیں وہ بھی اس وقت function کررہے ہیں اور

Principals بھی اُن کے پاورز استعمال کر رہے ہیں۔ جیسے زیرے بھائی کہہ رہے ہیں کہ یونیورسٹی ہم نے ختم کردی۔ اگر یونیورسٹی ختم ہوئی تو پھر ہم وہ وائس چانسلر کو تنخواہ کس بات کی دے رہے ہیں اُس کو مراعات ہم کس کھاتے میں دے رہے ہیں جب یونیورسٹی ہی نہیں رہی۔ مَیں چھوٹی سی مثال دے دوں اگر خدانخواستہ کل یہ اسمبلی dissolve بھی ہوتی ہے تو اسپیکر یا اسمبلی کے ممبران ہیں، ہماری تنخواہیں automatically بند ہوتی ہیں اگر یونیورسٹی ختم ہوگئی ہے تو وہاں پر یونیورسٹی کا جتنا عملہ ہے اُس کی تنخواہیں، اُن کی مراعات اُن کے functions اُن کے offices اُن کے باقی تمام چیزیں ہیں وہ اُن کا بجٹ، تنخواہیں، انکے باقی جو تمام چیزیں ہیں ان کا even بجٹ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ اختر حسین لانگو صاحب۔

میر اختر حسین لانگو: اس بجٹ میں بھی ان کے لئے بجٹ تک رکھا گیا ہے وہ کہاں سے functions کر رہے ہیں وہ بجٹ ہم نے کیوں دیا جب ایک ادارہ نہیں ہے تو اس ادارے کے لئے بجٹ کیسے ہے بجٹ ہم استعمال کرتے ہیں تنخواہ بحیثیت وائس چانسلر ہم لیتے ہیں جب کام کی باری آتی ہے جب فنکشنز کی باری آتی ہے جب پروگریس کی باری آتی ہے تو اس وقت ہم کہتے ہیں کہ جی یونیورسٹی ختم کردی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اسی پر ہم وہ کرتے ہیں۔

میر اختر حسین لانگو: اس پر ہمیں یقین نہیں ہے ہاں البتہ یہ ہے کہ آپ رولنگ دیں کہ جو سیکریٹری ہیلتھ ہے، وہ فوراً جو ہے ہمارے کالجز ہیں انکی رجسٹریشن کے حوالے سے پی ایم سی سے بات کریں اور یہ جو موجودہ سٹوڈنٹس کو دوبارہ انہوں نے امتحان اور ان چیزوں پر پرانے جو انکے ٹیسٹ تھے یا پرانی جو میرٹ لسٹ تھی اس کو ختم کیا گیا ہے اُس میرٹ لسٹ کو دوبارہ بحال کیا جائے اور پی ایم سی کو پابند کریں کہ جو پی ایم ڈی سی کے حوالے سے جو ایک میرٹ لسٹ بنی تھی اس میرٹ لسٹ کو adopt کریں اور ان سٹوڈنٹس کے مستقبل کو بچائیں۔ بہت شکریہ جناب اسپیکر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔ جی۔

جناب زابد علی ریکی: کیا ہے سر آپ مہربانی کریں جناب اسپیکر صاحب یہ سارے سٹوڈنٹس بیٹھے ہیں دیکھیں ان لوگوں کو پورے ہاؤس کا یہی ہے۔ سابقہ اسپیکر ہمارے جمال شاہ کاکڑ صاحب بیٹھے ہیں ان کو خوش آمدید کہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ ہم سب ایوان کی طرف سے ان کو خوش آمدید کہتے ہیں۔

جناب زاہد علی ریکی: جناب اسپیکر یہ documents ہیں یہ چیک بھی کرلیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ زاہد علی ریکی صاحب اس پر جو ہے ملک سکندر ایڈووکیٹ، زیرے صاحب نے آپ سب نے بات کی تو حکومت بلوچستان کو سختی سے ہدایت دی جاتی ہے کہ اس معاملے کو جو ہے جلد سے جلد حکمت عملی دی جائے اور یہ معاملہ جو ہے سٹوڈنٹس کا جلد سے جلد اسکو حل کیا جائے۔ اور اس پر جو ہے بلوچستان اسمبلی کو اپنی رپورٹ بھیجے کہ کہاں تک انہوں نے کام کیا ہے اور کتنا یہ لوگ جو ہیں اس معاملے کو حل کرنے کے لئے حکمت عملی کررہے ہیں۔ جی میڈیم شکیلہ۔

محترمہ شکیلہ نوید دہوار: جناب اسپیکر آج میں ذرا ایک serious matter کی طرف آپ لوگوں کی توجہ مبذول کروانا چاہوں گی کہ تاکہ خدانخواستہ یہ نہ ہو کہ آگے کوئٹہ کے جو ایریاز ہیں اس میں خونریزی اور قبائلی جھگڑے شروع ہوں۔ جناب اسپیکر صاحب کوئٹہ میں گذشتہ سات آٹھ سال سے جو سیٹلمنٹ جاری ہے ان میں جو بہت سی موضع یا ایریاز ہیں انکی تو پیمائش کی گئی ہے اور اب شاید حکومت ان کو سیٹل کرنے جارہی ہے جناب اسپیکر! ہمارا مشرقی بائی پاس اور مغربی بائی پاس پر جو زمینداروں کی بلا پیمود جو زمینیں تھیں جن پر وہ کاشتکاری کیا کرتے تھے تو بہت سارے علاقوں میں لینڈ مافیا نے وہ زمینیں قبضہ کرلی ہیں۔ اب اُس کے بعد انہوں نے وہ زمینیں اونے پونے آگے بھیج دیں ہیں جن کا ان کے پاس کوئی proper documentation یا کچھ نہیں ہے اگر کہیں پر کسی نے بیچی ہیں تو یقیناً انکے پاس کاغذات موجود ہوں گے لیکن زیادہ تر لوگوں نے لینڈ مافیا نے وہ قبضہ کرکے آگے بیچ دی ہیں جس کی وجہ سے اِنہیں زمینوں کی وجہ سے جناب اسپیکر صاحب تقریباً چالیس سے پینتالیس لوگ لقمہ اجل بن چکے ہیں اس وقت تک مختلف ٹرائب کے۔ چاہے وہ بلوچ ہوں پشتون ہوں ان ٹرائبس کے لوگ انہیں جھگڑوں میں انہیں لینڈ مافیا کے جھگڑوں میں اپنی جانیں گنوا بیٹھے ہیں ابھی جناب اسپیکر جو آفیسران ہیں، جو پٹواری ہیں تحصیلدار ہے قابض لوگوں کے ساتھ ملی بھگت کرکے ان زمینداروں کی زمینیں آگے جا کے دوسرے لوگوں کو جو لینڈ مافیا ہے ان کو الاٹ کرنے جارہی ہے۔ اِس سلسلے میں عدالت عالیہ نے بھی اپنا ایک بہت strictly ایک judgement دیا تھا کہ اس کے جو مقامی زمیندار تھے جن کی زمینیں تھیں اصل میں حقدار وہی ہیں لیکن یہ آگے جا کر اگر کسی اور کو ملیں گی تو کم از کم اس چیز کو ایک قطعاً قابل قبول نہیں ہے اسی سلسلے میں وزیراعلیٰ صاحب سے تقریباً گزشتہ چالیس لوگوں کا ایک وفد زمینداروں کا ایک وفد جا کے ملا۔ وہاں پر تو ہمارے وزیراعلیٰ صاحب سی ایم صاحب نے ان کو کہا کہ ہم آپ کو سپورٹ دیں گے یا جس طرح سے ان کو یقین دہانی کرائی جو انکے خدشات تھے۔ لیکن ہمیں نہیں لگتا کہ ایسا ہونے جارہا ہے۔ کیونکہ جو وہاں پر موجود چار سے پانچ

پولیس اسٹیشنز ہیں وہاں کی پولیس، پٹواری تحصیلدار یہ سب ملی بھگت کر کے جو لینڈ مافیا ہے یہ زمینیں انہی کو الاٹ کرر ہے ہیں اور یہ آگے چل کے ایک قبائلی لڑائیوں کی دوبارہ ایک شکل اختیار کریگی۔ تو لہذا اس ہاؤس سے میری یہ ریکوئیسٹ ہے کہ اس مسئلے کو بجائے اس کے کہ یہ آگے چل کے مزید critical یا مزید ہمارے حالات خراب کرنے جائیں ہم آیا اس مسئلے کو اپنی سٹینڈنگ کمیٹی کو کیوں نہیں دے دیتے اور جو زمیندار ہیں جو تحصیلدار ہے پٹواری ہے یا جو یہ کہتے ہیں کہ ہم نے زمینیں لی ہوئی ہیں وہ کم از کم ایک ٹیبل پر ہوں اور اس پر جو ہے ناں بات چیت کریں اور جو زمینوں کی سیٹلمنٹ ہے وہ نہ کی جائے فی الفوران کو روکی جائیں اور جو زمیندار ہیں ان کو بلا کے اور ہماری سٹینڈنگ کمیٹی کے تھرو ہی اس مسئلے کو حل کیا جائے۔ تو جناب اسپیکر آپ سے گزارش ہے اگر اس کو سٹینڈنگ کمیٹی کے ہم حوالے کردیں تو میرے خیال سے ایک بہتر حل بھی نکل سکتا ہے کہ ہم جو ہے ناں وہاں زمینداروں کو بھی بلالیں گے اور سٹینڈنگ کمیٹی کے تھرو تھوڑا سا اسکی سلوشن کی طرف ہم جائیں گے۔ thank you

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ میڈیم۔ جی۔

جناب اصغر علی ترین: جناب اسپیکر صاحب ویسے بھی بلوچستان میں جو ہیلتھ کے حوالے سے ساتھیوں نے بات کی کہ ہیلتھ کے حوالے سے ویسے پورا بلوچستان پریشان ہے بالخصوص مریض تو بہت زیادہ پریشان ہیں جناب اسپیکر ایک مختصر سی بات آپ کے علم میں ایک بات لانا چاہتا ہوں کہ کڈنی سینٹر جو بینوق ہے اس میں کوئی تیرہ ملازم ہیں جس کو بلا کسی وجہ سے ان کو برطرف کیا گیا ہے میں خود چونکہ بینک بورڈ کا ممبر ہوں تو میں نے وہاں بھی بات اٹھائی پھر سیکریٹری صاحب نے کہا اور وہاں پہ concerned ڈیپارٹمنٹ کا جو ہیڈ ہے پہلے میڈم تھی پھر منسٹر صاحب تھے کہ ان کو بلا کے ہم ان کو سنتے ہیں جناب اسپیکر صاحب یہ تیرہ ملازمین جوان، ینگ تقریباً یہ پچھلے چھ آٹھ مہینے سے بیس دفعہ تو میرے پاس آئے ہیں میں نے تین دفعہ چار دفعہ سیکریٹری صاحب سے ریکوئسٹ کی کہ آپ ان کو سنیں آپ بینوق کے ہیڈ کو بلائیں اور ان کا مسئلہ سنیں ان کا مسئلہ کیا ہے ان کو کس وجہ سے ان کو برطرف کیا گیا ہے جناب اسپیکر صاحب ایک تو ان کا اپنا بی ڈی اے ایکٹ ہے اس کے تھرو ان کو فارغ کیا جاتا ہے لیکن یہ اس کے بغیر ہی سی او صاحب نے اپنے اختیارات استعمال کر کے ان کو فارغ کیا ہے پھر میں نے منسٹر صاحب سے جو موجودہ یہاں موجود نہیں ہیں شاہ صاحب سے ریکوئسٹ کی۔ اور انہوں نے بھی کوئی سنجیدگی کا اظہار نہیں کیا ہے جناب اسپیکر صاحب ابھی ہم کدھر جائیں اور یہ لوگ جو ہمارے پاس بار بار آرہے ہیں ان کو ہم کیا جواب دیں؟ تو آپ سے گزارش کی جاتی ہے کہ اس پر آپ کوئی رولنگ دے دیں کہ ان کو بحال کیا جائے اور ان کو برطرف کرنا

بھی ہے تو ایکٹ کے تھر و انکو برطرف کریں۔اس طرح اختیار بھی ان کے پاس نہیں ہے کہ وہ اپنے قلم سے ان کو برطرف کریں اور جناب اسپیکر صاحب کوئی وجوہات نہیں ہیں۔ بار بار ہم نے پوچھا ہے سی او سے پوچھا ہے سیکریٹری سے پوچھا ہے بٹھانے کے لئے ان کو بول رہے ہیں بیٹھنے کے لئے یہ بھی تیار نہیں ہیں تو بالآخر ہمیں مجبوراً اس ہاؤس میں یہ بات اٹھانی پڑی تو آپ سے گزارش کی جاتی ہے جناب اسپیکر صاحب اس پر آپ رولنگ دیں ان بچوں کو ان لڑکوں کو بحال کیا جائے اگر انکے خلاف کوئی قصور ہے تو قانون کے طریقے سے جو ان کا ایکٹ ہے اس طریقے سے ان کو برطرف کریں۔شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔

میر اختر حسین لانگو: شکریہ جناب اسپیکر جناب اسپیکر دیکھیں کہ انتہائی اہم ایشو ہے ابھی یہاں پر جیسے ملک صاحب نے بھی کہا اصغر صاحب نے بھی کہا کورٹ کی ایک ججمنٹ آ گئی ہے کہ ان کی برطرفی کو کورٹ نے جو ہے وہ غلط قرار دے دیا ہے اس کے باوجود بھی اب اگر یہ بحال نہیں ہوتے ہیں تو یہ ویسے ایک توہین عدالت کے زمرے میں آتا ہے کورٹ نے واضح الفاظ میں بلوچستان ہائی کورٹ نے یہ کہہ دیا ہے کہ ان کی جو برطرفی ہوئی ہے اور برطرفی کا طریقہ کار ہے وہ طریقہ کار غلط ہے یہ گورنمنٹ کے ملازمین ہیں اور اگر ان کو برطرف کرنا بھی تھا تو پہلے بیڈا ایکٹ کے تحت ان کے خلاف کارروائی ہوتی اس کے بعد بیڈا ایکٹ کے تحت اگر ان کو نوکری سے نکالا جاتا ہے تو بیڈا ایکٹ کے تحت ان کو نکالا جاتا لیکن جو ایڈمنسٹریشن ہے ایڈمنسٹریشن ان کو نہیں نکال سکتا چونکہ یہ گورنمنٹ کے ایمپلائز ہیں اور گورنمنٹ سے تنخواہیں لے رہے ہیں تو جناب والا اس پر تو میں سمجھتا ہوں کہ آپ فوری رولنگ دے دیں اور جناب اسپیکر اس میں ایک چیز میں ایک اور add کر دوں کہ وہاں جو اس وقت بینوق کے جو ہیڈ ہیں وہ جو بٹھایا گیا ہے جناب والا بلوچستان گورنمنٹ کے رولز پوری دنیا میں ساٹھ سال کی عمر میں لوگوں کو ریٹائر کیا جاتا تھا تو اس کی کوئی وجہ ہے اس کے پیچھے کوئی ریسرچ ہے اب جناب والا وہاں پر ستر سال سے زیادہ عمر کے ایک بندے کو آپ نے بینک کا ہیڈ بنا دیا ہے تو وہ ویسے اس age میں لوگوں کے پاس سوچنے سمجھنے کی اور جو ادارے چلانے اور وہ فزیکلی بھی نہ مینٹلی اتنا fit ہوتے ہیں اسی لئے تو سرکار بھی ساٹھ سال کے بعد لوگوں کو ریٹائر کر دیتی ہے تاکہ efficient لوگوں کو لا کے ڈیپارٹمنٹس ان کے حوالے کیئے جائیں تاکہ ڈیپارٹمنٹ سے اپنی فنکشنز جو ہیں وہ بھرپور طریقے سے کرسکیں۔اب اِس age میں معمولی معمولی باتوں پر ناراض ہوتے ہیں اور لوگوں کو بغیر قاعدہ بغیر قانون کے تحت وہ کسی کو نوکری سے فارغ کرتے ہیں کسی کو زبانی طور پر فارغ کرتے ہیں کسی کو تحریری طور پر فارغ کرتے ہیں، تو ایک عجیب سا ماحول بنا ہوا ہے وہاں پر تو آپ مہربانی کرلیں مَیں یہ سمجھتا

ہوں کہ حکومت سے بھی یہ میری درخواست ہے کہ اِس age میں وہ قابل احترام ہیں اُن کو گھر بھیج دیں تاکہ وہ آرام کرلیں، اِس age میں آپ نے اتنا اہم ادارہ اُن کے حوالے کیا ہے وہ اِس age میں نہ وہ اِس ادارے کو چلا پاتے ہیں اُس ادارے کی آپ حالت دیکھ لیں ایک ہی ادارہ تھا جو منسٹری آف ہیلتھ کے under کام کررہا ہے، ایک ہی ادارہ تھا جہاں پر واقعی لوگوں کو کچھ facilities مل رہی تھیں اب جناب والا میں آپ کو بتادوں کہ موصوف کے آنے سے پہلے یہاں پر kidney transplant کے operations بھی ہورہے تھے، آپ record منگوا کر دیکھ لیں کہ weekly basis پر کتنے kidney کے transplant کے operations ہوئے ہیں اور جب سے موصوف آئے ہیں اُس وقت سے آج دن تک record آپ مجھے دکھا دیں کہ کتنے kidney کے transplant کے operations ہوئے ہیں وہ تمام kidney کے transplant کے operations یہاں پر بند ہو گئے جو ہمارے غریب لوگوں کو جو کراچی، اسلام آباد یا پنڈی کے ہسپتالوں کو afford نہیں کرسکتے تھے وہ یہاں سے بڑے کامیاب طریقے سے اور بڑے اچھے طریقے سے کرسکتے تھے وہ یہاں سے بڑے کامیاب طریقے سے اور بڑے اچھے طریقے سے اُن کے علاج بھی ہورہے تھے، kidney کے transplant کے operations بھی ہورہے تھے، ایک ایک دن میں دو دو تین تین transplant کے operations بھی ہورہے تھے، وہ تمام جناب والا اِن صاحب کے آنے کے بعد بند ہوگئے ہیں اور وہاں سے اِس ہسپتال کو سوائے ڈائیلائسز کے اُس ہسپتال میں میرے خیال میں باقی تمام کے تمام function جو ہیں وہ بالکل ختم ہوگئے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اختر حسین لانگو صاحب یہ گورنمنٹ کی responsibility بنتی ہے کہ کون کام کر رہا ہے کون نہیں۔

میر اختر حسین لانگو: جناب والا! یہ ہماری بھی responsibility بنتی ہے کہ ہم چیزوں کو یہاں پر highlight کر دیں، آپ گورنمنٹ کو بول دیں کہ اِس کی تحقیقات کرلیں، اگر اِن موصوف کے دور میں transplant operations بند نہیں ہوئے تھے تو بالکل ان کو رکھیں اگر اِن کے دور میں transplant operation زیادہ ہوگئے تھے آپ اِن کو رکھ لیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: گورنمنٹ تو یہ ہے کہ منسٹر صاحب اور سیکرٹری صاحب دونوں غیر حاضر رہتے ہیں اجلاس میں۔

میر اختر حسین لانگو: مہربانی کرکے اِن کو فارغ کرکے کسی اور قابل ڈاکٹر کو وہاں پر post کیا جائے اور

دوسری بات جناب اسپیکر جو میری بہن شکیلہ نوید صاحبہ نے بات کی یہ جو settlement والی، جناب والا اِس settlement والے مسئلے کو بھی آپ دیکھ لیں کہ اب جو settlement کا عملہ وہاں پر کام کر رہا ہے اُس میں انتہائی بدنیتی کا عنصر پایا جاتا ہے، سیٹلائٹ ٹاؤن تھانے کا ریکارڈ منگوا لیں کوئی ہزار سے زیادہ FIR وہاں پر قبضہ مافیا کے اور جن لوگوں نے زمینوں پر قبضہ کیا ہے اُن کے خلاف ہزار سے زیادہ FIRs کٹ چکی ہیں تو جناب والا آج جو settlement ہو رہی ہے جو قابضین ہیں جن کے خلاف سیٹلائٹ ٹاؤن تھانے میں جس دن اُنہوں نے قبضہ کیا تھا اُس دن FIR کرلی گو کہ یہ بھی بدنیتی پر مبنی ہے کہ آپ نے FIR تو کرلیا لیکن ساتھ میں آپ نے آنکھیں بھی بند کر دیں اور اُس کو اجازت بھی دے دی اور اُس کو کھلی چھوٹ بھی دے دی کہ وہ زمینوں پر قبضے کرتے رہیں دیواریں بناتے رہیں، گھر بناتے رہیں، آپ نے صرف ایک FIR درج کروا کر اپنی ذمہ داری سے بری الزمہ ہونے کی کوشش کی، اُس ریکارڈ کے مطابق جن جن لوگوں کے خلاف FIRs درج ہیں سیٹلائٹ ٹاؤن تھانے میں مہربانی کر کے اُن قبضہ گیر لوگوں کو یا اُس قبضہ مافیا کے لوگوں کو وہ زمینیں الاٹ نہ کی جائیں کیونکہ اگر اِس طرح کا معاملہ ہوا settlement میں تو میری بہن کا خدشہ بالکل درست ہے کہ یہاں پر پھر ایک قبائلی جنگ اور ایک فساد کی سی صورتحال ہمارے شہر میں بنے گی اور یہ اِس صوبے کے لیے اور اِس شہر کے امن کے لیے میرے خیال سے انتہائی خطرناک بات ہے۔اور اِس مسئلے کو جو ہے Standing Committe کے بھی حوالے کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: میرے خیال سے۔۔

جناب اصغر علی ترین: جناب اسپیکر صاحب! اگر آپ رولنگ دیں اِن کو طلب کریں اِن کے head کو BINUQ کے head کو اور اِن ملازمین کو بھی آپ بُلا لیں، BINUQ کے جو kidney center کے CEO ہیں اِن کو طلب کرلیں، اِن ملازمین کو طلب۔اگر آپ یہ کہتے ہیں کہ یہ ڈیپارٹمنٹ کا مسئلہ ہے یہ حکومت کا مسئلہ ہے تو پچھلے چھ مہینوں سے مَیں خود as a member۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اِس پر جو ہے kidney department کے concerned officers کو بُلاتے ہیں Monday والے دن with detailed reports۔ Tuesday والے دن جو ہے kidney center کے head کو جو ہے بلوچستان اسمبلی طلب کیا جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: **وقفہ سوالات۔**

میر اختر حسین لانگو: اِس کو بھی standing Committe کے حوالے کیا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: دیکھیں اِس پر میرے خیال سے میڈم نے بتایا ہے کہ ہم لوگ CM صاحب سے ملے ہیں اگر وہاں سے CM صاحب نے اِن کو یقین دہانی کروائی ہے کہ وہ اس پر کام کر رہے ہیں تو میرے خیال سے اِس پر کچھ انتظار کیا جائے اگر اُنھوں نے نہیں کیا تو پھر اس پر جو ہے کوئی لائحہ عمل اسمبلی سے بناتے ہیں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب اسپیکر، یقیناً کچھ حقیقتیں ہوتی ہیں یقیناً محترمہ نے اور اختر حسین بھائی نے جو eastren bypass کی زمینوں کے حوالے سے بات کی یہ میرا حلقہ انتخاب ہے۔ یقیناً یہاں لوگ ہیں جو قبضہ مافیا ہے، اِس سے کوئی انکار نہیں کیا جا سکتا۔ مگر یہاں پر جو آبادیاں ہیں، یہاں لوگوں نے اپنی مرضی سے اپنی منشاء سے اپنی زمینیں بیچی ہیں اور ایسا بھی ہوا ہے کہ ایک زمین کی قیمت ایک بھائی نے لی ہے دوسری پھر کزن آیا ہوا ہے کہ یہ میری زمین ہے مجھے پیسے دے دیں پھر تیسرا بندہ آیا اُس نے اُس زمین کا same زمین کا پیسہ اُنھوں نے لیا ہے۔ جن لوگوں نے وہاں زمین لی ہے جو اُس پر وہاں اُن کے گھر ہیں settlement اُن کے نام ہونی چاہیے۔ یہ بات clear ہوتا کہ یہ پھر کوئی ابہام نہ رہے۔ کہ اُنھوں نے اپنی مرضی منشاء سے زمین بیچی ہے۔ وہ زمین اُس لوگوں کے نام ہونی چاہیے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: Thank you زیرے صاحب، اِس پر مَیں نے کہہ دیا ہے کہ CM صاحب جو ہیں کام کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: وقفہ سوالات کی طرف آتے ہیں، زاہد علی ریکی صاحب سوال نمبر 362 دریافت فرمائیں۔

میر زاہد علی ریکی: جناب اسپیکر صاحب منسٹر کہاں ہیں، مَیں نے پچھلے اجلاس میں بھی کہا تھا کہ لاکھوں روپے۔۔۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ کو جواب ملا ہوا ہے۔

میر زاہد علی ریکی: جواب ملا ہے مَیں اُس سے مطمئن نہیں ہوں۔ منسٹر کہاں ہیں۔ دوسرا یہ kidney کے سوالات ہیں، جناب اسپیکر یہ kidney کے ملازمین کے مسئلے ہیں یہ تقریباً ایک سو پچاس ملازمین کو نکالا ہے یہ سارے ہیں یہ سارے سوالات جناب اسپیکر صاحب۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اگر آپ مطمئن ہیں تو desposed off کر لیتے ہیں۔

میر زاہد علی ریکی: جناب اسپیکر صاحب اِس طرح نہیں چلے گا۔ چلانا اجلاس کو اسمبلی کو سیشن کو چلائیں۔ ہم واشک سے آتے ہیں یہ بیٹھتے ہیں سارے منسٹر غیر حاضر ہیں کوئی نہیں آتا۔ کوئی کراچی میں بیٹھا ہوا ہے کوئی کہاں بیٹھا ہوا ہے، اِس رویے پر آپ جناب اسپیکر صاحب آپ نوٹس آپ اِن منسٹرز کی تنخواہیں بالکل بند کر دیں جناب

اسپیکر صاحب۔ یہ دو دفعہ یہ آپ دیکھیں مَیں آپ کو بتا تا ہوں، یہ میرا question ہے 30 نومبر 2021 کو، یہ قیامت کے دن آئیں گے منسٹر صاحب۔ آپ مجھے بتا دیں ایک سال دو سال گزر گئے اگر آنا ہے تو ٹھیک ہے اگر نہیں آنا ہے تو مجھے بتا دیں آئندہ ہم سوالات جمع نہیں کریں گے۔ اور رویے کے خلاف جو منسٹر نہیں آتے ہیں جناب اسپیکر صاحب مَیں اِس کے خلاف walkout کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ بیٹھ جائیں۔۔ یہ محکمہ صحت اور خوارک کے سوالات کو جو ہے defer کیا جاتا ہے۔ توجہ دلاؤ نوٹسز بھی دونوں جو ہیں وزراء صاحبان نہیں آئے اُن کو بھی defer کیا جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب طاہر شاہ کاکڑ (سیکرٹری اسمبلی): نواب محمد اسلم خان رئیسانی صاحب نے نجی مصرفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ ہاں یا ناں میں جواب دیں۔ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: سردار محمد صالح بھوتانی صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج تا اختتام اجلاس میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: سردار عبدالرحمٰن کھیتران صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کے اجلاس میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: انجینئر زمرک خان صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کے اجلاس میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب عبدالخالق ہزارہ صاحب ناسازی طبعیت کی بنا آج کے اجلاس میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب عبدالرشید صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کے اجلاس میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: سردار سرفراز چاکر ڈومکی صاحب نے کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب قادر علی نائل صاحب ناسازی طبیعت کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: مُکھی شام لعل صاحب نے کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: محترمہ لیلیٰ ترین صاحبہ ناسازی طبیعت کی بنا آج کے اجلاس میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: محترمہ شاہینہ کاکڑ صاحبہ نے نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: محترمہ زینت شاہوانی صاحبہ نے کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج تا اختتام اجلاس سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: رخصت کی درخواستیں ختم۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔ میں ناراض MPAs کو دوبارہ آنے پر خوش آمدید کہتا ہوں۔ **مجالس قائمہ کی اِتفاقیہ خالی اسامیوں کو پُر کیا جانا۔**

<u>ایوان کی کارروائی۔</u>

جناب ڈپٹی اسپیکر: وزیر قانون و پارلیمانی امور، مجلس قائمہ برائے محکمہ Housing and Physical

Planning،شاہرات وتعمیرات کی خالی نشست کوپُر کرنے کی بابت تحریک پیش کریں۔

ڈاکٹر ربابہ خان بلیدی(پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون وپارلیمانی امور): میں ڈاکٹر ربابہ خان بلیدی ، پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور، وزیر قانون و پارلیمانی امور کی جانب سے قواعد وانضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 180 کے تحت تحریک پیش کرتی ہوں کہ قاعدہ نمبر 134 کے تحت سید عزیز اللہ کو مجلس قائمہ برائے Housing and Physical Planning اور شاہرات و تعمیرات کا رکن منتخب کیا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا تحریک منظور کی جائے؟ ہاں یا ناں میں جواب دیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: تحریک منظور ہوئی۔لہٰذا سید عزیز اللہ آغا کو مجلس قائمہ برائے محکمہ Housing and Physical Planning،شاہرات وتعمیرات کا رکن منتخب کیا جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: وزیر قانون و پارلیمانی امور، مجلس برائے قواعد وانضباط کار واستحقاقات کی خالی نشست کو پُر کرنے کی بابت تحریک پیش کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون وپارلیمانی امور: میں ڈاکٹر ربابہ خان بلیدی، پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور، وزیر قانون و پارلیمانی امور کی جانب سے قواعد انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 180 کے تحت تحریک پیش کرتی ہوں کہ قاعدہ نمبر 134 کے تحت سید عزیز اللہ آغا کو مجلس قائمہ برائے مجلس برائے قواعد وانضباط کار واستحقاقات کا رکن منتخب کیا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا تحریک منظور کی جائے؟ ہاں یا ناں میں جواب دیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: تحریک منظور ہوئی۔لہٰذا سید عزیز اللہ کو مجلس قائمہ برائے قواعد انضباط کار واستحقاقات کا رکن منتخب کیا جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: وزیر قانون و پارلیمانی امور، مجلس برائے حسابات عامہ کی خالی نشست کو پُر کرنے کی بابت تحریک پیش کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون وپارلیمانی امور: میں ڈاکٹر ربابہ خان بلیدی، پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور، وزیر قانون و پارلیمانی امور کی جانب سے قواعد وانضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ

1974ء کے قاعدہ نمبر 180 کے تحت تحریک پیش کرتی ہوں کہ قاعدہ نمبر 134 کے تحت جناب قادر علی نائل کو مجلس حسابات عامہ کا رکن منتخب کیا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا تحریک منظور کی جائے؟

جناب ڈپٹی اسپیکر: تحریک منظور ہوئی۔لہٰذا جناب قادر علی نائل کو مجلس برائے حسابات عامہ کا رکن منتخب کیا جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: وزیر قانون و پارلیمانی امور، مجلس قائمہ برائے محکمہ مالیات ، Excise and Taxation, Board of Revenue اورTransport کی خالی نشست کو پُر کرنے کی بابت تحریک پیش کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون وپارلیمانی امور: مَیں ڈاکٹر ربابہ خان بلیدی، پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون وپارلیمانی امور، وزیر قانون و پارلیمانی امور کی جانب سے قواعد وانضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 180 کے تحت تحریک پیش کرتی ہوں کہ قاعدہ نمبر 134 کے تحت جناب خلیل جارج کو مجلس قائمہ برائے محکمہ مالیات ، Excise and Taxation, Board of Revenue اور Transport کا رکن منتخب کیا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا تحریک منظور کی جائے؟

جناب ڈپٹی اسپیکر: تحریک منظور ہوئی۔لہٰذا جناب خلیل جارج کو،مجلس قائمہ برائے محکمہ مالیات ، Excise and Taxation, Board of Revenue اورTransport کا رکن منتخب کیا جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: وزیر قانون و پارلیمانی امور،مجلس برائے مالیات بلوچستان صوبائی اسمبلی کی خالی نشست کو پُر کرنے کی بابت تحریک پیش کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون وپارلیمانی امور: مَیں ڈاکٹر ربابہ خان بلیدی، پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون وپارلیمانی امور، وزیر قانون و پارلیمانی امور کی جانب سے قواعد وانضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 180 کے تحت تحریک پیش کرتی ہوں کہ قاعدہ نمبر 134 کے تحت نوابزادہ طارق خان مگسی کو،مجلس قائمہ برائے محکمہ مالیات بلوچستان صوبائی اسمبلی کا رکن منتخب کیا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔آیا تحریک منظور کی جائے؟

جناب ڈپٹی اسپیکر: ہاں یا ناں میں جواب دیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: تحریک منظور ہوئی۔لہٰذا نوابزادہ طارق خان مگسی مجلس برائے مالیات بلوچستان صوبائی اسمبلی کا رکن منتخب کیا جاتا ہے۔

غیر سرکاری قراردادیں۔

جناب اسپیکر: زابد علی ریکی صاحب آپ اپنی قرارداد نمبر **131** پیش کریں۔

میر زابد علی ریکی: شکریہ۔قرارداد نمبر 131۔ ہرگاہ کہ عرصہ دراز سے بلوچستان میں جعلی ڈومیسائل کے اجراء کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ جاری ہے۔جعلی ڈومیسائل کے اجراء سے بلوچستان کے تعلیم یافتہ اور باصلاحیت نوجوانوں کی حق تلفی کی جارہی ہے۔ چونکہ دوسرے صوبوں کے لوگ جعلی ڈومیسائل certificates حاصل کرنے کے بعد بلوچستان کے مختلف اضلاع سے Medical Seats اور مختلف صوبائی محکموں اور بلوچستان کے کوٹے کے وفاقی ملازمتوں پر تعینات ہیں۔جس کی مثال حال ہی میں ضلع جعفرآباد سے جعلی ڈومیسائل جاری کیا گیا جس کی بنیاد پر غیر مقامی طالبہ نے میڈیکل seat حاصل کیا۔جس کی بناء صوبہ کے تعلیم یافتہ نوجوانوں میں احساس محرومی پایا جانا فطری امر ہے۔لہٰذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ 2008ء تا 2021ء صوبہ کے تمام محکموں اور صوبہ کے کوٹے پر وفاقی محکموں میں تعینات ہونے والے ڈاکٹرز، veterinary doctors اور دیگر اسامیوں پر تعینات ہونے والوں کے ڈومیسائل certificates کی فوری تصدیق کرانے کو یقینی بنائیں تاکہ جعلی ڈومیسائل کے اجراء کو روکا جاسکے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: قرارداد پیش ہوئی۔ admmissibility کی وضاحت فرمائیں۔

حاجی زابد علی ریکی: Thank you جناب اسپیکر صاحب! آپ کو باقاعدہ علم ہے بلوچستان کے جتنے district کے،صوبے کے، جتنے posts آتے ہیں ہمارے باہر کے صوبے چاہے سندھ ہے، پنجاب ہے، KP ہے وہاں سے آکے ڈومیسائلز یہاں پر بناتے ہیں مختلف ڈسٹرکوں کے۔ ہمارے یہاں کے پوسٹوں کو لیکر پُر کر کے ہمارے نوجوان ہمارے تعلیم یافتہ ہمارے جتنے طلبہ وغیرہ ہیں ہمارے جتنے تعلیم یافتہ ہیں یہ سارے کوٹے سندھ اور آپ کے پنجاب آپ کے KP لیجاتے ہیں، جناب اسپیکر صاحب! بات یہ ہے کہ یہ ناجائز ہے صوبہ بلوچستان کے خاص طور پر آپ کو بھی علم ہے جناب اسپیکر صاحب! کہ یہ ظلم بلوچستان کے یہ تیس چالیس سالوں سے ہورہے ہیں اسکی وجہ کون ہے؟ اِس کی پشت پر کون ہے؟۔ یہ کون اِس طرح کر رہا ہے؟۔ جناب اسپیکر صاحب! آپ اِس

پر با قاعدہ ایک، با قاعدہ تمام ڈسٹرکوں کے جو ریکارڈ ہیں آپ check کرادیں، جو باہر کے ہیں اُس لوگوں کی تصدیق کریں اور ڈسٹرکوں میں Deputy Commissioner سے check کریں، وہاں کے local بندے check کریں کہ واقعی یہ یہاں کے بندھے ہیں یا غیر مقامی ہے تو اِس سے پھر پتہ چلے گا کہ واقعی اس میں بلوچستان کے حق کو کس نے پامال کیا ہوا ہے اور کون بلوچستان کے دُشمن ہیں اور کون بلوچستان کے عوام کے ساتھ مخلص ہیں۔ اِس کے بارے میں جناب اسپیکر صاحب! یہ میں نے قرارداد لایا ہے سارے ہمارے بیٹھے ہیں برائے مہربانی اِس میں تمام، یہ میرا خالی قرارداد نہیں ہے یہ سب بلوچستان کا حق ہے اِس پر سب بات کریں گے۔ اور یہ ایسا قرارداد ہے کہ جناب اسپیکر صاحب! یہ بلوچستان کے حق مارا جارہا ہے ابھی بھی ڈومیسائل، پیسے دے رہے ہیں جناب اسپیکر صاحب! پیسے دے رہے ہیں ہر ڈسٹرکوں میں، پیسے دے رہے ہیں لوکل certificate بنارہے ہیں ہمارے کوٹے مختلف صوبے کے بندے لیجارہے ہیں۔ اِس کی وجہ کیا ہے اِس کے پیچھے کون ہے؟ کون اِسکا پشت پناہی کررہا ہے؟ کون سفارش کررہا ہے یہ کیوں اس طرح ہورہا ہے؟ جناب اسپیکر صاحب! Thank you۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ میر صاحب۔ جی نصراللہ خان زیرے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: Thank you Mr Speaker! جناب اسپیکر! آپکو یاد ہوگا کہ جعلی ڈومیسائل certificate پر اس سے پہلے ایک سال پہلے ہم نے اِس پر طویل بحث کی تھی اور ہم نے وہ تمام documents حوالے کئے تھے۔ جناب اسپیکر! ہوا یہ کہ جب شہید عثمان خان کاکڑ Senate of Pakistan کے رکن تھے، اُنہوں نے ایک meeting میں less developed area کے وہ standing committee کے وہ Chairman تھے جب اُنہوں نے report منگوائی کے ہمارے صوبے کے کتنے ملازمین وفاق میں کس کس محکمے میں ہیں تو اِنکشاف کیا گیا کہ کوئی 30 ہزار لوگ اِس صوبے کے مختلف departments میں ہیں، تو وہ یقیناً سب حیران رہ گئے کہ اِتنی بڑی تعداد میں بلوچستان کے ڈومیسائل کس کس محکمے میں ہیں۔ تو اِس طرح اِنکشاف ہوا کہ ہزاروں لوگوں نے یہاں جعلی ڈومیسال بنائے ہیں۔ جناب اسپیکر! بالخصوص جو پشتون areas ہیں ژوب میں، قلعہ سیف اللہ میں، لورالائی میں، باقی پھر بلوچ علاقوں میں، مستونگ میں، پھر یہاں صوبائی اسمبلی میں ہماری قرارداد کے زریعے یہاں حکومت نے چیف سیکرٹری کے زریعے ایک کمیٹی بنائی تمام deputy commissioners کو خطوط ارسال کئے letter لکھے گئے کہ تمام deputy commissioners صاحبان اپنے اپنے اضلاع میں یونین کونسل کی حد تک جائیں اور

یہاں پر لسٹوں کو آویزاں کریں ہر یونین کونسل میں۔ کہ یہ یہ اس یونین کونسل کے یہ لوگ ڈومیسائل ہیں، یہ لوکل سرٹیفکٹ کے ہیں تو لوگوں کو خود پتہ چل جائے گا کہ اس میں کتنے جعلی ڈومیسائل ہیں، کتنے حقیقی ہیں۔ اور جناب اسپیکر مستونگ کے اُس وقت کے ڈپٹی کمشنر صاحب نے ہمت کی اُنہوں نے کوئی تین سو کے قریب جعلی ڈومیسائل کی نشاندہی کی باقی کسی بھی ڈپٹی کمشنر نے وہ لسٹیں نہیں بھجوائیں کام نہیں کیا، یہ میرے سامنے جناب اسپیکر جعلی ڈومیسائل وفاقی ملازمین ضلع لورالائی کے یہ لسٹیں میرے پاس ایک list میرے پاس پہنچا ہے 66 لوگوں کا لورالائی کا جو وفاقی ملازمتوں میں یہ کام کررہے ہیں۔ اسی طرح جناب اسپیکر آپ کے district موسیٰ خیل میں بہت سارے لوگوں نے جعلی ڈومیسائل بنائے۔ اب جس طرح ہم پہلے کہہ رہے تھے کہ یہ ڈپٹی کمشنر کا کام تھا یہ آج سے دو سال پہلے ایک سال پہلے جب ہم نے یہاں نقطہ اُٹھایا، جب شہید عثمان کاکڑ نے سینٹ آف پاکستان میں نقطہ اُٹھایا اُس وقت حکومت کو چاہیے تھا کہ وہ تمام districts سے لسٹیں منگوا لیتے کہ اتنے جعلی ڈومیسائل سرٹیفکٹ بنے ہوئے ہیں اور اس اس محکمے میں وہ کام کررہے ہیں۔ جناب اسپیکر آپ کو حیرت ہوگی اُس وقت ہمارے لیاقت آغا یہاں MPA ہوا کرتے تھے وہ کسی delegation میں وہاں China گئے تھے تو چائنا کے سفارت خانے میں کسی نے کہا کہ میں بلوچستان سے ہوں تو اُس نے کہا کہ میں بڑا خوش ہوا کہ China کے Embassy میں ہمارے صوبے کا کوئی بندہ ہے تو اُس نے مزید پوچھا کہ آپ کا تعلق کس district سے ہے، تو اُس نے کہا کہ پشین سے ہے وہ مزید خوش ہوا اور بعد میں اُس نے کہا کہ اُس نے کہا کہ میرے گاؤں کا نام لیا کلی کربلا کا، اب وہ بندہ CSS کرکے اس صوبے کے post پر وہ foreign office میں diplomate لگا وہ China گیا لیکن ہمیں پتہ ہی نہیں ہے۔ اس طرح جناب اسپیکر کسٹم آپ اُٹھا کر دیکھ لیں، FIA آپ اُٹھا کر دیکھ لیں، ریلوے محکمہ آپ اُٹھا کر دیکھ لیں۔ باقی جتنے وفاقی محکمے ہیں کارپوریشن ہیں کوئی 100 کے قریب اُن میں ہزاروں لوگ جعلی ڈومیسائل کے ذریعے ہمارے صوبے کے لگے ہیں۔ لیکن ہم نے یہ آواز اُٹھائی، آج تک، سوائے مستونگ کے ڈپٹی کمشنر نے کسی ڈپٹی کمشنر نے اپنی report پیش کی کہ اتنے جعلی ڈومیسائل ہے؟۔ تو میں کہتا ہوں کہ یہ قرارداد حاجی زاہد نے پیش کی ہے یہ یقیناً اس کی ہم حمایت کرتے ہیں آپ سے رولنگ چاہئیں گے کہ جو پہلے رولنگ ہوئی ہے یہاں آپ کے good chair نے دی تھی اُس رولنگ کو دوبارہ آپ چیف سیکریڑی کو حکم دے دیں کہ تمام ڈپٹی کمشنر صاحبان سے وہ لسٹیں منگوائی جائیں اور House کے سامنے رکھی جائے کہ کتنے جعلی ڈومیسائل سرٹیفکٹ بنے ہوئے ہیں۔ thank you

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ نصراللہ خان زیرے صاحب یقیناً اس سے پورا بلوچستان متاثر ہے خصوصاً ہمارے

district میں بھی ہزاروں کی تعداد میں جو ہے بوگس لوکل بنے ہوئے ہیں۔ جی ملک نصیر شاہوانی صاحب!

ملک نصیر احمد شاہوانی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ جناب اسپیکر صاحب! یہ قرارداد آج سے تقریباً دو تین سال قبل سینٹ میں اُٹھی اور جناب کبیر محمد شہی نے اُٹھایا کہ بلوچستان کا جو کوٹہ ہے 06% کا اُس پر کافی عرصے سے بلوچستان سے باہر کے لوگ اُن 06% کے کوٹے پر تعینات ہوتے ہیں۔ اور جس تعداد میں بلوچستان سے جعلی ڈومیسائل بنایا گیا ہے میرے خیال میں صرف جس طرح نصراللہ زیرے نے مثال دی کہ صرف جب ایک district میں اس سلسلے کو چیک کیا گیا تو ایک DC نے کام کیا اور وہ بھی ایک قلیل مدت میں میرے خیال سے اُس نے مکمل بھی نہیں کی تھی چارسو، پانچ سو کے قریب جعلی ڈومیسائل نکلے۔ بلوچستان کے 34 اضلاع میں جناب اسپیکر صاحب مستونگ تو ایک چھوٹی سی district ہے اگر لورالائی ہے جس طرح خضدار ہے اور خصوصاً کوئٹہ کو آپ لے لیں تو یہاں سے ہزاروں کی تعداد میں جعلی ڈومیسائل بنے ہیں اور اِن کی اگر تحقیقات کی جائے۔ بلوچستان کا وہ 06% کوٹہ جو اس وقت مرکز میں میرے خیال میں ہمارے آفیسران ، ہمارے ملازمین مرکزی کوٹوں میں نظر ہی نہیں آتے۔ اور ایک ایسا عالم میں جب ہزاروں افراد جعلی ڈومیسائل پر ہمارے ہی کوٹوں پر اِن federal departments میں کام کریں تو بلوچستان کے ساتھ اس سے بڑھ کر کوئی بڑا ظلم نہیں ہے۔ تو میں یہی کہتا ہوں کہ ہم اس قرارداد کی حمایت کرتے ہیں۔ اسی طرح جس طرح آپ رولنگ دے دیں کہ ایک دفعہ پھر تمام districts میں، بلوچستان کے 32 districts میں ایک time limit بھی دے دیں کہ دو مہینے کے اندر تین مہینے کے اندر تمام DCs کو پابند کیا جائے اور ایک کمیٹیاں بنائی جائیں اور اِن domiciles کو یونین کونسل کی سطح تک اِن کی تصدیق ہو کہ آیا اِن کا تعلق کس حوالے سے ہے۔ جناب اسپیکر صاحب اخبارات میں جب یہ ڈومیسائل چارسو پانچ سو جعلی نکلے تو اُس میں بلوچستان کے بہت سارے آفیسران جو اِس وقت فیڈرل گورنمنٹ میں کام کر رہے ہیں سترہ گریڈ، اٹھارہ گریڈ کے آفیسران کے نام بھی آئے ہیں جن کے لوکل اور ڈومیسائل جن کے جعلی بنے تھے آج ہمارے کوٹے پر کام کر رہا ہے۔ تو یہ انتہائی اہم اور حساس مسئلہ ہے۔ بے روزگاری بلوچستان میں عام ہے لوگ روزانہ میرے خیال میں آج بلوچستان کے لوگوں کا احتجاج بھی اسی پر ہے کہ آپ کے C&W کے ملازمین تھے اس حکومت میں ساڑھے تین سو، تین سال میں کوئی بھرتی تو نہیں کی لیکن سات سو ساڑھے سات سو کے قریب ملازمین، اس طرح BDA کے بھی یہاں سے نکالے گئے تو پچیس، تیس ہزار، چالیس ہزار صوبائی گورنمنٹ کے جو ملازمین ہیں اس طرح اگر چھان بین کی جائے تو فیڈرل میں ایسے ہزاروں ملازمین نکلیں گے جناب اسپیکر صاحب جو بلوچستان کے حق تلفی کر کے جو ہے

اس طرح جعلی ڈومیسائل پر کام کر رہے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ آپ رولنگ دے دیں تین مہینے کی مدت میں تمام DCs کو یہ پابند کریں کہ وہاں پر domiciles کو چیک کرے اگر وہ جعلی نکلتے ہیں یونین کونسل کی سطح پر تو اُن domiciles کو منسوخ کر کے اگر اُن پر کہیں پر کسی کے بھرتیاں بھی ہوئی ہیں تو اُن ملازمین کو دوبارہ نکال کر بلوچستان کے جو اصل ڈومیسائل ملازمین ہیں اُن کو بھرتی کیا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ ملک نصیر شاہوانی صاحب۔ جی اصغر علی ترین صاحب!

جناب اصغر علی ترین: شکریہ جناب اسپیکر صاحب انتہائی اہم topic ہے۔اور بالخصوص بلوچستان کے حوالے سے اور اس میں ڈومیسائل کا ذکر کیا گیا ہے۔ جناب اسپیکر صاحب حیرت اس بات کی ہے کہ اِن جعلی domiciles کو جاری کرنے والا کون ہے۔ یہ اپنے اختیار کا ناجائز استعمال کیوں کرتے ہیں اِن میں کون سے عناصر شامل ہیں، اِن کی نشاندہی کیسے کی جائے سب سے بنیادی سوال تو یہ ہے جناب اسپیکر صاحب۔ آپ اسی chair پر تشریف فرما تھے آپ نے رولنگ بھی دی تھی تمام DCs کو کہ report submit کی جائے مگر میرا نہیں خیال کہ یہاں پر کوئی completely report ہمارے پاس آئی ہو۔ جناب اسپیکر صاحب ایک تو بلوچستان جو ہے ناں وہ بیروزگاری کا گڑھ بن چکا ہے۔ جوان ڈگریاں ہاتھ میں لے کر گھوم رہے ہیں لیکن اُن کو نوکری نہیں مل رہی ہے۔ اگر نوکری کی کوئی موقع ملتا ہے تو اُس میں جعلی ڈومیسائل کا استعمال ہوتا ہے اور باہر کے لوگ آ کے یہاں پر نوکریوں پر سیٹوں پر براجمان ہو جاتے ہیں۔ اب جناب اسپیکر صاحب جیسے نصیر شاہوانی صاحب نے کہا ہے کہ یقیناً اگر آپ ایک اسلام آباد کی مثال لیں، وہاں پر ہزاروں لوگ بھرتی ہوئے ہیں بلوچستان کے ڈومیسائل پر۔ لیکن میں آپ کو بتا تا چلوں جناب اسپیکر صاحب اگر ہم یقین سے میں کہہ سکتا ہوں اگر ہم تحقیقات کرے شفاف تحقیقات کرے، ہم کمیٹی بنائیں تو پچاس فیصد سے زیادہ اُن لوگوں کا جو ڈومیسائل ہو گا وہ جعلی ہو گا۔ جناب اسپیکر صاحب یہ بڑا اہم مسئلہ ہے اور یہ پچھلے دنوں بھی ایک سوشل میڈیا پر بھی ایک دو district کے حوالے چل رہا تھا کہ۔ مختلف اضلاع کے جعلی domicile پر جو ہے نا وہ کہیں اور لوگ وہاں پر جا کے بھرتی ہوئے ہیں۔ تو اس میں جناب اسپیکر! آپ کی رولنگ چاہیے۔ کہ اس پر تمام ڈپٹی کمشنرز کو، حکومت کو پابند کیا جائے کہ وہ تمام ڈپٹی کمشنرز کو letter لکھیں اور ایک مخصوص time frame دیا جائے۔ جناب اسپیکر صاحب! یہ جو مختلف صوبوں سے ہمارے پاس آفیسران آتے ہیں یہاں پر دو سال ڈھائی سال اپنی نوکری کرنے کے لیے۔ ان میں جناب اسپیکر صاحب زیادہ عمل دخل اُن لوگوں کا ہی ہے۔ آپ اگر ریکارڈ منگوائیں ابھی بھی کہ بلوچستان میں کتنی key post ہیں۔ چاہیے وہ سیکرٹری level پر ہو، چاہیے وہ کمشنر level پر ہو، چاہیے وہ ڈپٹی کمشنر

level پر ہو، چاہیے وہ اسٹنٹ کمشنر level پر ہو۔آپ کو تمام تر جو باہر کے صوبوں کے آفیسران وہ آپ کو تعینات نظر آئینگے ۔اور اُن کا کوئی interest یہاں پر نہیں ہیں۔ وہ دو سال ڈھائی سال تین سال کے لیے آجاتے ہیں پھر اپنا time پورا کر کے tenure پورا کر کے اُنہوں نے واپس جانا ہوتا ہے اپنے صوبے میں۔ اور ہماری جو حکومتیں ہیں وہ بجائے یہ کہ لوکل آفیسر کو support کریں یا لوکل آفیسر کو تعینات کریں اُن کی ترجیح ہوتی ہے کہ باہر سے آفیسر آتا ہے اُس کو key posts پر تعینات کرتے ہیں۔ پھر تین سال وہ گزارتا ہے اچھا کرتا ہے برا کرتا ہے وہ کر کے چلا جاتا ہے ۔پھر کوئی پوچھنے والا نہیں ہوتا یہاں پر میں آپ کو مثال دوں۔ Ex-Commissioner صاحب کی یہاں پر تمام ممبران نے یہاں پر سوالات اٹھائے ہیں۔اور اُن سے بڑے سخت سوالات تھے لیکن آج وہ پنجاب چلے گئے ہیں واپس کوئی پوچھنے والا نہیں ہے کوئی سوال کرنے والا نہیں ہے۔تو جناب اسپیکر صاحب! حکومت بھی چاہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ اصغر علی ترین صاحب!

جناب اصغر علی ترین: جو key posts ہیں اُن کو جو صوبے کے level پر آفیسران ہیں اُن کو تعینات کیا جائے۔اور جناب اسپیکر صاحب! آپ سے میں یہ توقع کرتا ہوں کہ اور آپ سے یہ امید کرتا ہوں کہ آپ رولنگ دیں اور حکومت کو ایک time farme دے ایک کمیٹی بنائی جائے۔اور تمام ڈپٹی کمشنرز کو پابند کیا جائے کہ جو بھی جعلی ڈومیسائل ہیں اُس کے ریکارڈ کو طلب کریں۔اور اس House میں لیکر آئیں ممبران کے سامنے رکھیں۔ تا کہ جو ہمارے نوجوان بیروزگار گھوم رہے ہیں اُن کو روزگار مہیا ہو۔ بہت شکریہ جناب اسپیکر صاحب!

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔ جی میر ضیاء لانگو صاحب!

میر ضیاء اللہ لانگو (مشیر برائے وزیر اعلیٰ محکمہ داخلہ وقبائلی امور): اَعُوذ باللہ من شیطان الرجیم ۔بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔معزز اراکین نے جس مسئلے کے بارے میں بات کی میں سمجھتا ہوں وہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔اس سلسلے میں اس House نے بھی اس معاملے کو بہت سنجیدگی سے لیا ہے اور اس forum پر بھی باتیں بہت زیادہ ہوئی ہیں ۔اور جب سے میں سمجھتا ہوں بلوچستان عوامی پارٹی کی حکومت گزشتہ تین ساڑھے تین سال سے جو حکومت ہوئی ہے جتنے steps اس حوالے سے اس حکومت میں لیے گئے ہیں جو جعلی ڈومیسائل کے حوالے سے میرا خیال تاریخ میں اتنے اُس پر کبھی action نہیں لیا گیا ہے۔تو اراکین اسمبلی کو اور لوگوں کو بالکل پتہ چلنا چاہیے کہ کیا ہوا ہے کتنے اس پر کام کیا گیا ہے اور کیا کس کی کارکردگی ہے میں بھی یہی کہتا ہوں کہ آپ اس کا ریکارڈ منگوا لیں تا کہ اس عرصے میں جتنے کس کس اضلاع کتنے جو ہے وہ جعلی ڈومیسائل منسوخ ہو چکے ہیں۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ ضیالانگو صاحب !اس پر چیف سیکرٹری کو ہدایت دی جاتی ہے کہ 33 کے 33 اضلاع میں جتنے بھی لوکل بنے ہیں اُن کا تفصیلی رپورٹ DC سے منگوایا جائے۔اور بتایا جائے ڈومیسائل جتنے fake ہیں اُن کے بارے میں بھی اور جو fake نہیں ہیں یقیناً وہ علاقے کے لوگ ہیں۔چیف سیکرٹری کو جو ہے یہاں سے ایک letter جانا چاہیے۔اِس پر جو ہے سیکرٹری صاحب! آپ بھیج دیں آپ مہربانی کریں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا قرارداد نمبر 131 منظور کی جائے؟۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: قرارداد نمبر 131 منظور ہوئی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی نصراللہ خان زیرے صاحب! آپ اپنی قرارداد نمبر **132** پیش کریں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: thank you مسٹر اسپیکر! ہرگاہ کہ صوبہ بلوچستان کے پشتون اور بلوچ طلباء وطالبات، ملک، بالخصوص پنجاب اور اسلام آباد کے تعلیمی اداروں میں علم کی پیاس بجھارہے ہیں مگر تواتر کے ساتھ مذکورہ یونیورسٹیوں میں اِن طلباء پر حملے ہورہے ہیں۔حالیہ دنوں مورخہ 03 جنوری 2022ء کو انٹرنیشنل اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد میں ایک فاشسٹ تنظیم نے صوبہ کے پشتون اور بلوچ طلباء پر دہشتگردانہ حملہ کیا جس کے نتیجے میں 18 طلباء زخمی ہوئے۔اِس طرح کے حملوں سے صوبے کے ہونہار طلباء کو پنجاب اور اسلام آباد کے یونیورسٹیوں سے بے دخل کرنے کی گہری سازش ہورہی ہے۔لہٰذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی اور پنجاب حکومت سے صوبے کے طلباء وطالبات کے جان ومال کے تحفظ اور انہیں پرامن تعلیمی ماحول فراہم کرنے کے لیے عملی اقدامات اٹھانے کو یقینی بنائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: قرارداد 132 پیش ہوئی۔admmissibility کی وضاحت فرمائیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: thank you مسٹر اسپیکر! جناب اسپیکر! جیسے کہ آپ کو معلوم ہے کہ پاکستان ایک federation ہے۔ اِس federation کے تحت ہمیں شہری طور پر یہ حق حاصل ہے کہ ہم جاکر کے ملک کے کسی بھی شہر میں کاروبار کریں، وہاں تعلیم حاصل کریں۔جس طرح یہاں پر صوبے سے باہر کے لوگ آکر یہاں تعلیم، یہاں services بھی کررہے ہیں اور حتیٰ کہ جعلی ڈومیسائل بناکر کے ہزاروں یہاں نوکریاں کررہے ہیں اور کروڑوں اور اربوں روپے تنخواہوں کی مد میں لے رہے ہیں۔ہمارے طلباء جناب اسپیکر! بالخصوص پنجاب کے مختلف یونیورسٹیوں میں جناب اسپیکر! پڑھ رہے ہیں جن میں بہاؤ الدین زکریا یونیورسٹی ملتان، پنجاب یونیورسٹی اور اسلامیہ یونیورسٹی بھاولپور اور پھر قائد اعظم یونیورسٹی اسلام آباد، انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد۔جناب اسپیکر! آپ کو پتہ ہے کہ گزشتہ سالوں بالخصوص 2017ء سے اب تک پنجاب

یونیورسٹی میں جو بہت بڑے واقعات ہوئے جس میں ہمارے صوبے کے پشتون اور بلوچ طلباء کو وہاں زدوکوب کیا گیا وہاں مارا پیٹا گیا۔اور پھر جناب اسپیکر! ظلم یہ کہ پنجاب یونیورسٹی میں 1 سو 97 ہمارے طلباء گرفتار ہوئے اور اُن معصوم اور بے گناہ طلباء پر 7-ATA جو دہشتگردی کا مقدمہ ہے جو bomb blast کرنے والوں کے خلاف لگایا جاتا ہے جو دہشتگردوں کے خلاف لگایا جاتا ہے۔پنجاب کی یونیورسٹی نے جس میں اکثر اس فاشسٹ جو تنظیم ہے اسلامی جمعیت طلباء دہشتگرد تنظیم ہے جنہوں نے بنگلہ دیش میں بھی دہشتگردی کی تھی۔اور آج پنجاب کے ان یونیورسٹیوں پر اُنہوں نے ہمارے طلباء کے خلاف اُنہوں نے دہشتگردی کی ہے۔تو جناب اسپیکر 2017ء میں 1 سو 97 طلباء پر مقدمات قائم کئے گئے، 7-ATA کا مقدمہ درج کیا گیا آپ کو پتہ ہے جناب اسپیکر! جب ایک student پر 7-ATA مقدمہ درج ہوتا ہے تو وہ کیسے اپنے مزید تعلیمی career کا آغاز کرے گا۔جناب اسپیکر! 22 دسمبر 2021ء کو قائداعظم یونیورسٹی میں پشتون بلوچ طلباء پر حملہ کیا گیا اور پھر جعلی کارروائی کی گئی اسلامی جمعیت طلباء کے دہشتگردوں نے اپنے بندوں کو، وہ تھانے گئے کہ ہمارے بندے اغواء ہوئے ہیں۔لیکن وہ students صبح تعلیمی وہاں قائداعظم یونیورسٹی میں موجود تھے class میں اور FIR ہمارے students کے خلاف درج کی گئی۔جناب اسپیکر! پھر 3 جنوری ابھی 2022 کو انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی میں جو ہمارے صوبے کے وہاں بہت سارے طلباء ہیں، جو بلوچ ہیں، جو پشتون ہیں، وہ وہاں پڑھ رہے ہیں۔انہوں نے ایک پرامن مارچ کیا جس میں سب تنظیموں کے جمعیت، طلباء اسلام، بی ایس او، پی ایس ایف کے عام طلبہ شامل تھے۔انہوں نے ایک پرامن انہوں نے وہاں پر مارچ کیا۔پھر اس اسلامی جمعیت طلباء نے اس دہشتگرد تنظیم نے اس فاشست تنظیم نے اِن طلبا پر حملہ کیا اور اس کی ویڈیو بھی وائرل ہوئی۔اور آپ نے بھی انشاءاللہ دیکھی ہوگی کہ کس طرح ہمارے سٹوڈنٹس کو مارا پیٹا جا رہا ہے پھر جناب اسپیکر یہ اُن پر نام مقدمہ دائر کیے گئے نہ کچھ ہوا ہمارے سٹوڈنٹس پر یہ سازش کی جارہی ہے کہ ان کو پنجاب یونیورسٹی سے قائداعظم یونیورسٹی سے، انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی سے اُن کو بے دخل کیا جائے، ہمیں اندھیروں میں دھکیلا جائے۔ تو میں نے یہ قرارداد اس لئے لائی ہے کہ ہماری حکومت یہاں بیٹھی ہوئی ہے وزیر داخلہ صاحب، وزیر داخلہ صاحب آپ ذرا توجہ دے دے۔آپ کے اسٹوڈنٹس پر حملے ہورہے ہیں آپ کی حکومت کا فرض ہے کہ آپ پنجاب کو لکھ آپ وفاق کو لکھ کے، کہ ہمارے وہ بچے وہاں پڑھ رہے ہیں۔ان پر کیوں حملے ہورہے۔ہیں۔اس کی کوئی بازپُرس تو ہونی چاہیے۔لہٰذا میں قرارداد میں میں نے یہی مطالبہ کیا ہے۔ کہ وفاق سے بات کی جائے پنجاب حکومت سے بات کی جائے اور جناب اسپیکر وہاں کی انتظامیہ اسلامک انٹرنیشنل یونیورسٹی، قائداعظم یونیورسٹی، پنجاب

یونیورسٹی کے جو انتظامیہ ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: وہ بھی ہمارے اسٹوڈنٹس کے خلاف ہیں۔وہ بھی برداشت نہیں کر رہے ہیں۔کہ یہاں کے کوئی پشتون یا بلوچ وہاں سے پڑھ کے آئے تو میری گزارش ہوگی وزیر داخلہ صاحب سے کہ اس مسئلہ کو serious لے لے آپ اس قرارداد کو وفاق کے پاس بھیجیں اور ہمارے دیگر ممبران بھی اس حوالے سے اس پہ بات کریں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: thank you جناب اسپیکر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ نصر اللہ خان زیرے صاحب،جی وزیر داخلہ صاحب۔

وزیر محکمہ داخلہ وقبائلی امور: بسم اللہ الرَّحمٰن الرَّحیم۔دیکھیں اسٹوڈنٹس طبقہ ہمارا وہ طبقہ ہے جس کو جو ہمارے مستقبل سے تعلق رکھتا ہے۔اگر ہمارے سٹوڈنٹ کو اچھی تعلیم ملے گی اپنی توجہ تعلیم پر دیں گے تو یہ ہمارے ملک اور صوبے مستقبل کا سوال ہے اُن کے مستقبل کے حوالے سے اُن کے تعلیم کے حوالے سے کوئی کمی بیشی نہ چھوڑی گئی ہے، پہلے نہ چھوڑی جا سکتی ہے جہاں تک پنجاب حکومت کی بات کی گئی۔میں سمجھتا ہوں جو حقائق ہے جو مسئلے مسائل ہیں اُن کو مسلے مسائل کو اسی طرح سے دیکھے۔پنجاب حکومت نے ہمیشہ،مَیں نے جب اس گورنمنٹ میں دیکھا ہے بلوچستان کے سٹوڈنٹ سے بلوچستان کے لوگوں سے بہت تعاون کئے ہیں۔ان کا اسکالرشپ کا مسئلہ ہوا بھی ہے۔تو ہم نے یہاں سے اُن کو سفارش بھیجی ہے تو انہوں نے جو اسکالرشپ کے پیسے تو وہ بھی سٹوڈنٹس کو دے دیے۔البتہ یہ بدقسمتی سے ہم سٹوڈنٹس کو اس وقت بھی تعلیم حاصل کرنے کے بجائے سیاست میں زیادہ ملوث کرتے ہیں۔تو کچھ سیاسی تنظیمیں آپس میں ایسے کر کے ماحول کو خراب کرتے ہیں۔اگر ہمارے سٹوڈنٹس کے ساتھ کسی تنظیم کی وجہ سے بلوچستان کے سٹوڈنٹس کے ساتھ کوئی زیادتی ہوئی ہے اُن کے ساتھ تو اُس کا ہم ضرور پوچھیں گے بھی اگر اس کا ضرورت پڑا ابھی تو پنجاب حکومت سے بھی اُس کا ضرور پوچھیں گے۔

(خاموشی۔آذان)۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ زیرے صاحب۔میر ضیاء لانگو صاحب! یہ حالیہ جو واقعہ ہوا تھا اسلام آباد میں اُن سٹوڈنٹس نے میرے ساتھ بھی رابطہ کیا۔پھر گورنر صاحب وہیں تھے میں نے اُن سے request کر کے

اُن کی ملاقات کرائی۔ پھر اگلے دن قاسم سوری سے اُن کی ملاقات کرائی۔ یقیناً ایک افسوسناک واقعہ تھا سٹوڈنٹ پر ایف آئی آر۔ تو میر ضیاء صاحب نے یقین دہانی کرائی اگر آگے ایسے واقعات ہوتے ہیں تو اُس کا جو ہے ہم سب سختی سے نوٹس لیں گے۔ کیونکہ بہت مشکل حالات میں ہمارے سٹوڈنٹس survive کر کے یہاں سے اسلام آباد جاتے ہیں پڑھنے کے لئے اور اگر وہاں پر بھی ان کو جو ہے مشکلات کا سامنا کرنا پڑے تو یقیناً ان کو پڑھنے لکھنے میں بہت زیادہ مشکلات کا سامنا کرنا ہوتا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: تو آیا قرارداد نمبر 132 منظور کی جائے؟۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: قرارداد نمبر 132 منظور ہوئی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اب اسمبلی کا اجلاس بروز سوموار مورخہ 24 جنوری 2022 بوقت تین بجے سہ پہر تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 06:00 بجے اختتام پذیر ہوا)